OPEN ACCESS
Al-Az̤vā الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 37, Issue, 58, 2022
www.aladwajournal.com

مشترک الفاظ قرآنیہ کی توجیہات وتفسیرات

The Explanations and Interpretations of Common Quranic Words

Sajida Parveen (corresponding author)
Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies
University of the Punjab, Lahore

Usman Ahmed, Assistant Professor
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore

Abstract

"*Mushtarak"* is a term used for words that are used in the Holy Quran with more than one meaning. These words are a manifestation of Quranic eloquence. These words show the diversity in Qur'anic meanings and the differences in their definitions, which have led to interpretation differences in the Qur'an. Due to the common words, the interpretation in the jurisprudence and the opinion of the scholars had expanded. Some interpretive deviations have also been related to these words. The study of the textual literature is important in this context because all discussions of common words should be discussed and the principles of meaning determination should be presented with arguments as well. The contemporary commentaries in which different interpretations have been made from them would also be analyzed. This research would try to provide a narrative on finding the meaning of such words and the limits within which the different interpretations can be done.

KEYWORDS

Common Quranic Words; *Mushtarak; Quranic Words*

Date of Publication:
30-12-2022

CC BY

کلام میں خوبصورتی اور حسن پیدا کرنے کے لیے تاریخ وادبیات اور لسانیات میں یہ بات موجود رہی ہے کہ ایک ہی چیز کی وضاحت کے لیے مختلف الفاظ استعمال کیے جاتے رہے ہیں اور ایک ہی لفظ کے ذریعے مختلف موقعوں پر مختلف رویوں کا اظہار ہوتا رہا ہے۔

قرآن کریم میں بھی ایسے کئی مواقع پر الفاظ کے مختلف اور متقارب معنی کی رنگارنگی پائی جاتی ہے جو کہ قران مجید کے بدیع اسلوب اور اعجازی پہلو کی آئینہ دار ہے۔ چونکہ عربی خالصتاً عربوں کی زبان ہے تو اسے سمجھنے کے لیے عربی لغات، عربی شاعری اور عربی محاورات کا سہارا بھی لیا جاتا ہے۔ عرب معمولی سے معمولی فرق کا اظہار الگ لفظ سے کرتے تھے۔ عربی زبان میں مترادفات دیگر زبانوں کی بانسبت کثرت سے استعمال ہوئے ہیں، مثلاً:

يُقَالُ بَرَأَ اللّٰه الْخَلْق، وَفَطَرَهُمْ، وجَبَلَهم، وَخَلَقَهُمْ، وَأَسَرَهُمْ وَذَرَأَهُمْ، وَأَنْشَأَهُمْ، وكَوَّنهم، وَصَوَّرَهُمْ، وَسَوَّاهُمْ، وأَوجَدَهم، وَأَحْدَثَهُمْ، وَأَبْدَعَهُمْ، وَأَبْدَأَهُمْ.[1]

عربی زبان کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک ہی لفظ کے بہت سے معانی استعمال ہوتے ہیں، جو کہ مشترک الفاظ کہلاتے ہیں۔ مثلاً: السوء کا لفظ گیارہ معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔[2]

ذیل میں ایسے الفاظ کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں جو مشترک الفاظ ہیں اور اپنے اندر متعدد معنی و مفہوم رکھتے ہیں نیز ان کے تفسیری اختلافات اور توجیہات کو بیان کیا جاتا ہے۔ یہ الفاظ قرآنی سورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے لیے گئے ہیں:

الدین:

﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّين﴾ [3]

"مالک روز جزا کا۔"

اس آیت میں "الدین" کا لفظ مشترک ہے۔[4] اس کا مطلب ہے اعمال پر جزا اور اعمال پر حساب۔ حضرات ابن مسعود، ابن عباس، ابن جریج اور ابن قتادہ وغیرہم نے اسی طرح فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقّ﴾[5] اس آیت میں دین سے مراد حساب ہے۔ فرمایا: ﴿الْيَوْمَ تُجْزَى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ﴾[6] اور فرمایا﴿ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾[7] اور فرمایا: ﴿إِنَّا لَمَدِينُونَ﴾[8] یعنی ہم جزا دیے جائیں گے اور ہمارا محاسبہ کیا جائے گا۔ لبید نے کہا:

حَصَادُكَ يَوْمًا مَا زَرَعْتَ وَإِنَّمَا ... يُدَانُ الْفَتَى يوما كما هو دائن[9]

"تو اس دن وہی کاٹے گا جو تو نے بویا، ان کو جزاء دی جائے گی جو وہ کرنے والا ہو گا۔"

ایک اور نے کہا:

وَاعْلَمْ يَقِينًا أَنَّ مُلْكَكَ زَائِلٌ ... وَاعْلَمْ بِأَنَّ كَمَا تَدِينُ تُدَانُ[10]

"جان لو کہ تمہاری حکومت ختم ہونے والی ہے اور جان لو کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔"

اہل لغت نے بیان کیا ہے کہ:

دِنْتَهُ بِفِعْلِهِ دَيْنًا (بِفَتْحِ الدَّالِ) وَدِينًا (بِكَسْرِهَا) جَزَيْتَهُ[11]

"یعنی میں نے اسے جزا دی۔"

اسی سے ہے "الدیان" اللہ تعاءلی کی صفت ہے یعنی جزا دینے والا۔

الدین سے مراد فیصلہ ہے۔ یہ بھی حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ اسی معنی میں طرفہ کا قول ہے:

لَعَمْرِكَ مَا كَانَتْ حَمُولَةَ مَعْبَدٍ ... عَلَى جُدِّهَاحَرْبًا لِدِينِكَ مِنْ مُضَرْ[12]

"تیری عمر کی قسم معبد کے اونٹ کنویں پر تیرے فیصلے کی وجہ سے مضر قبیلہ سے جنگ کرنے کے لیے نہیں تھے۔"

دین کے یہ تینوں معانی قریب ہیں۔

زھیر بن اَبِي سُلمی کا قول ہے:

لَئِن حَلَلْتَ بِجَوٍّ فِي بنى أَسَدٍ ... فِي دِينِ عَمْرٍو وَمَالتْ بَيْنَنَا فَدَكُ[13]

دین کا معنی اطاعت بھی ہے۔ اس معنی میں عمر بن کلثوم کا یہ شعر بھی ہے:

وَأَيَّامٍ لَنَا غُرٍّ طِوَالٍ ... عَصَيْنَا الْ,,,مَلْكَ فِيهَا أَنْ نَدِينَا[14]

"ہمارے لیے روشن لمبے دن تھے۔ ہم نے ان میں بادشاہ کی اطاعت کرنے میں نافرمانی کی۔"

ثعلب نے کہا کہ " دان الرجل "کا مطلب ہے کہ اس نے اطاعت کی اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اس نے نافرمانی کی۔ دان کا لفظ اس وقت بھی بولا جاتا ہے جب کوئی عزت پائے اور اس وقت بھی بولا جاتا ہے جب کوئی ذلیل ہو اور اس وقت بھی بولا جاتا ہے جب کوئی غالب آئے۔ پس یہ لفظ اضداد میں سے ہے[15] الدین کا اطلاق عادت اور شان پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

كَدِينِكَ مِنْ أُمِّ الْحُوَيْرِثِ قَبْلَهَا[16]

جیسا کہ تیری شان ام الحویرث کی طرح ہے۔

مثقب نے اپنی اونٹنی کی عادت کے بارے میں کہا:

تَقُولُ إِذَا دَرَأْتُ لَهَا وَضِينِي... أَهَذَا دِينُهُ أَبَدًا وَدِينِي[17]

الدین بادشاہ کی عملداری کو بھی کہتے ہیں۔ زہیر نے کہا:

لَئِنْ حَلَلْتَ بِجَوٍّ فِي بَنِي أَسَدٍ ... فِي دِينِ عَمْرٍو وَحَالَتْ بَيْنَنَا فَدَكُ [18]

اگر تو بنی اسد میں جو کے مقام پر عمرو کی عملداری کے لیے اترے گا اور ہمارے درمیان فدک کا مقام حائل ہو
۔ الدین سے مراد بیماری بھی ہے۔ لحیانی سے مروی ہے، اس نے کہا:

يَا دين قلبك من سلمى وقد دينا[19]

اس میں دین بمعنی مرض استعمال کیا ہے۔

الصلاۃ:

﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ [20]

"جو غیب پر ایمان لاتے اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے، اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

صلاۃ کا لفظ مشترک ہے۔ تفسیر قرطبی میں امام صاحب فرماتے ہیں: "فَهِيَ لَفْظٌ مُشْتَرَكٌ"[21]

صلاۃ کا لغوی معنی دعا ہے اور صلی یصلی سے مشتق ہے جس کا معنی ہے "دعا کرنا":

(إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِمًا، فَلْيُصَلِّ، وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا، فَلْيَطْعَمْ)[22]

"جب تم میں سے کسی کو کھانے کی طرف بلایا جائے تو اس کی دعوت کو قبول کرے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھائے اور اگر روزے سے ہو تو دعا کرے"

بعض علماء نے فرمایا: اس حدیث میں فلیصل سے مراد نماز ہے، پس وہ دعوت دینے والے کے گھر دو رکعت نماز پڑھے اور واپس آ جائے۔ لیکن پہلا معنی دعا کرنا معروف ہے۔ اور اکثر علماء کا یہی نظریہ ہے۔ جب حضرت اسماءؓ نے حضرت زبیرؓ کو جنم دیا تو حضرت اسماءؓ نے انہیں نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا: (ثُمَّ مَسَحَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ)[23] (یعنی اس پر ہاتھ پھیرا اور انس کے لیے دعا کی) اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: (وَصَلِّ عَلَيْهِمْ)[24] (یعنی ان کے لیے دعا کیجیے)

اعشی نے کہا:

تَقُولُ بِنْتِي وَقَدْ قَرُبْتُ مُرْتَحِلًا ... يَا رَبِّ جَنِّبْ أَبِي الْأَوْصَابَ وَالْوَجَعَا
عَلَيْكِ مِثْلُ الَّذِي صَلَّيْتِ فَاغْتَمِضِي ... نَوْمًا فَإِنَّ لِجَنْبِ الْمَرْءِ مُضْطَجَعَا[25]

ان اشعار میں صلاۃ دعا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ صحاح میں اس کا یہی معنی درج ہے۔[26]

بعض علماء نے کہا کہ یہ الصلا سے مشتق ہے، اس سے مراد وہ رگ ہے جو پیٹھ کے وسط میں ہوتی ہے اور اس کے آخری حصے میں جدا ہو جاتی ہے اور اسے گھیر لیتی ہے۔ اسی سے ہے "أُخِذَ الْمُصَلِّي فِي سَبَقِ الْخَيْلِ۔"[27] مصلی گھوڑدوڑ میں شروع ہوا کیونکہ وہ دوڑ میں شریک ہوتا ہے اور اس کا سر سبقت لے جانے والے کے پچھلے حصہ

کے قریب ہوتا ہے۔ پس الصلا اس سے مشتق ہے یا پھر اس لیے کہ نماز کا ایمان کے بعد دوسرا نمبر ہے، پس نماز کو گھوڑے سے تشبیہ دی گئی ہے یا اس لیے کہ رکوع کرنے والا اپنے پچھلے حصہ کو دوہرا کرتا ہے۔ الصلا گھوڑے کی دم کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اس کا تثنیہ صلوان ہے۔ المصلی ،دوسرے نمبر پر آنے والے کو کہتے ہیں کیونکہ اس کا سر اگلے گھوڑے کے پچھلے حصے کے قریب ہوتا ہے۔[28]

بعض علماء نے کہا کہ یہ لزوم سے ماخوذ ہے اسی سے ہے صلی بالنار یعنی جب وہ آگ کو لازم ہو جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً﴾[29]

حارث بن عباد نے کہا:

لَمْ أَكُنْ مِنْ جُنَاتِهَا علم اللّهِ --- وَإِنِّي بِحَرِّهَا الْيَوْمَ صَالِ[30]

اس شعر میں صال کا مطلب ہے کہ گرمی کو لازم پکڑنے والا ہے۔ گویا اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوا کہ اس حد پر عبادت کو لازم پکڑنا جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ صليت العود بالنار سے ماخوذ ہے، جب تو لکڑی کو سیدھا کرے اور اسے آگ پر گرم کر کے اسے نرم کرے۔ الصلاء، صلاءالنار صاد کے کسرہ کے ساتھ ممدود ہے اگر تو صاد پر فتحہ دے گا تو مقصورہ ہو گا گویا نمازی اپنے نفس کو عبادت میں لگا کر سیدھا کرتا ہے اور نرم کرتا ہے۔ الخارزنجی نے کہا:

فَلَا تَعْجَلْ بِأَمْرِكَ وَاسْتَدِمْهُ ... فَمَا صَلَّى عَصَاكَ كَمُسْتَدِيمِ31

اس میں صلی سیدھا کرنے کے معنی میں ہے۔

الصلاۃ کا معنی رحمت بھی ہے اسی سے ہے :اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ(اے اللہ محمدؐ پر رحمت بھیج)

الصلاۃ کا معنی عبادت بھی ہے اسی سے ہے ﴿وَما كانَ صَلاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ﴾[32] (یعنی ان کی عبادت بیت اللہ کے پاس نہ تھی)

الصلاۃ کا معنی نفلی نماز بھی ہے اسی معنی میں ہے: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ﴾[33] (اپنے گھر والوں کو نفلی نماز کا حکم دو) کا معنی قراءت بھی ہے۔ اس معنی میں ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾[34] (اپنی قراءت کو بلند نہ کرو)

ابن فارس الصلوٰۃ کا لفظ اس مکان کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں جس میں نماز پڑھی جاتی ہے۔[35]

امام قرطبی بیان فرماتے ہیں: علماء اصول کا اختلاف ہے کہ کیا یہ اپنے اصل وضعی ابتدائی لغوی معنی پر باقی ہے۔ اسی طرح ایمان ،زکوۃ، صیام اور حج (اپنے اصلی معنی پر باقی ہیں) شرع نے مشروط احکام کے ساتھ اس میں تصرف فرمایا۔ یا شرع کی طرف سے یہ زیادتی اسے شرع سے پہلے کی وضع ابتدائی کی طرح موضوعہ کر دیتی

ہے، یہاں بھی اختلاف ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ شریعت عربی زبان میں ثابت ہے اور قرآن عربی زبان میں نازل ہوا لیکن عربوں کے لیے اسماء میں فیصلے کا اختیار ہے جیسے لفظ "دابتہ" ہر اس چیز کے لیے وضع کیا گیا ہے جو زمین پر رینگ کر چلے پھر عرف نے اسے چوپائیوں کے لیے خاص کر دیا، اسی طرح شرع کے عرف کے لیے اسماء میں انہیں اختیار ہے۔ واللہ اعلم۔ اس آیت میں صلوٰۃ کی مراد میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: فرائض مراد ہیں، بعض نے فرمایا کہ فرائض و نوافل سب مراد ہیں۔ یہی صحیح ہے کیونکہ لفظ عالم ہے اور متقی فرائض و نوافل دونوں ادا کرتا ہے۔[36]

الذکر:

﴿يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ﴾[37]

"اے آل یعقوب! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔"

اس آیت میں لفظ ذکر اسم مشترک ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں: "الذِّكْرُ اسْمٌ مُشْتَرَكٌ۔"[38] ذکر بالقلب (دل کا ذکر) یہ بھولنے کی ضد ہے۔ الذکر باللسان یہ خاموش رہنے کی ضد ہے۔ "وَذَكَرْتُ الشَّيْءَ بِلِسَانِي وَقَلْبِي ذِكْرًا۔" (میں نے زبان اور دل سے اس کا ذکر کیا) وَاجْعَلْهُ مِنْكَ عَلَى ذُكْرٍ (بِضَمِّ الذَّالِ) (یعنی اس کو مت بھول) کسائی نے کہا کہ جو ذکر دل سے ہو وہ ذال کے ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور جو ذکر زبان کے ساتھ ہو وہ ذال مکسور کے ساتھ ہوتا ہے۔ بعض دوسرے علماء نے کہا کہ یہ دونوں لغتیں ہیں۔ کہا جاتا ہے: "ذِكْرٌ وَذُكْرٌ، وَمَعْنَاهُمَا وَاحِدٌ۔"[39]

الذکر (بفتحہ ذال) مونث کا متضاد ہے۔ الذکر کا معنی شرف بھی ہے اسی سے یہ ارشاد ہے: ﴿وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ﴾40

اسی طرح الماوردی نے بھی بیان فرمایا ہے:

"والذكر اسم مشترك, فالذكر بالقلب ضد النسيان, والذكر باللسان ضد الإنصات, والذكر الشرف۔"41

ابن انباری نے کہا کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ میری نعمت کے شکر کو یاد کرو۔ نعمت کے ذکر پر اکتفا کرتے ہوئے شکر کو حذف کیا گیا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں ذکر بالقلب مراد ہے اور وہی مطلوب ہے۔ یعنی میری اس نعمت

سے غافل نہ ہو جاؤ جو میں تم پر کی اور اسے بھول نہ جاؤ۔امام قرطبی فرماتے ہیں کہ "وَهُوَ حَسَنٌ"(یہ عمدہ قول ہے۔)[42]

قضی:

﴿بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾[43]

"(وہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کو ارشاد فرمادیتا ہے کہ ہو جاتو وہ ہو جاتا ہے۔"

ابن عرفہ نے کہا کہ قضاء الشی کا مطلب ہے اس کا احکام، اس کا جاری کرنا اور اس سے فارغ ہونا ہے۔اسی وجہ سے قاضی کو قاضی کہتے ہیں کیونکہ جب وہ فیصلہ فرماتا ہے تو جھگڑا کرنے والوں کے جھگڑے سے فارغ ہو جاتا ہے۔الازھری نے کہا: لغت میں قضی کے کئی معنی ہیں۔اس کا مرجع کسی چیز کو ختم کرنا اور مکمل کرنا ہے۔ابو ذؤیب نے کہا:

وَعَلَيْهِمَا مَسْرُودَتَانِ قَضَاهُمَا ... دَاوُدُ أَوْ صَنَعَ السَّوَابِغَ تُبَّعُ[44]

"ان کے اوپر دو زرہیں ہیں جنہیں داوؤد نے بنایا ہے یا تبع نے مکمل کی ہیں۔"

شماخ نے حضرت عمر بن خطابؓ کے بارے فرمایا:

قضيت أموراً ثم غادرت بعدها ... بوائج في أكمامها لم تفتق[45]

یہاں پر بھی قضی کا معنی مکمل کے ہیں۔

امام صاحب لکھتے ہیں کہ:

"قَالَ عُلَمَاؤُنَا:" قَضَى" لَفْظٌ مُشْتَرَكٌ۔"[46]

کبھی یہ خلق کے معنی میں ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ﴾[47]

"پس دو دن میں سات آسمان بنادیئے۔"

کبھی یہ اعلام کے معنی میں ہوتا ہے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ﴾[48]

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے اس فیصلے سے اپنی کتاب میں آگاہ کر دیا تھا۔"

کبھی یہ امر کے معنی میں ہوتا ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾[49]

"اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا۔"

کبھی الزام اور احکام جاری کرنے کے معنی میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:
﴿فَلَمَّا قَضَى مُوسَى الْأَجَلَ﴾[50]
"پھر جب موسٰی (علیہ السلام) نے مقررہ مدت پوری کر لی۔"
کبھی ارادہ کے معنی میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:
﴿وَإِذَا قَضَى أَمْرًا﴾[51]
"جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔"
ابن عطیہ نے کہا:
"قَضى مَعْنَاهُ قَدَّرَ، وَقَدْ يجئ بِمَعْنَى أَمْضَى-"[52]

قروء:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾[53]
"اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں۔"

عربوں میں سے بعض قروء کا معنی حیض کرتے ہیں اور بعض طہر۔ اس میں علماء اکرام کا اختلاف ہے۔ اخفش کے نزدیک اس سے مراد حیض ہے۔ جوہری قروء سے مراد طہر لیتے ہیں۔ نحاس اس سے دونوں معنی یعنی طہر اور حیض مراد لیتے ہیں۔[54]

اہل کوفہ قروء سے مراد حیض لیتے ہیں۔ ان میں حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، ابو موسیٰؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ، عکرمہؒ، سدیؒ، مالک، ابو حنیفہ اور اہل عراق شامل ہیں۔ وہ اس شعر سے استشہاد فرماتے ہیں:

(يا رُبَّ ذي صغن عليّ فارض ... له قروءٌ كقروءِ الحائض)[55]
"یعنی اس نے اسے نیزہ مارا تو اس کا خون حیض والی خاتون کی طرح تھا۔"

حضرت عائشہؓ، ابن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، زھری، ابان بن عثمان، شافعی اور اہل حجاز قروء سے مراد طہر لیتے ہیں اور وہ اعشی کے اس شعر سے استشہاد فرماتے ہیں:

أَفي كلِّ عامٍ أنتَ جَاشِمُ غزوةً ... تَشُدُّ لأقصاها عزيمَ عزائِكا
مُوَرِّثَةً مالاً وفي الحيِّ رِفعَةً ... لِمَا ضاعَ فيها من قروءِ نِسائكا[56]

اور ایک قوم نے کہا کہ یہ" قروء" الماء فی الحوض سے ماخوذ ہے اور اس سے مراد حوض میں پانی کا جمع ہونا ہے اور اسی سے القران ہے کیونکہ یہ معنی کو مجتمع ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اجتماع حروف کی وجہ سے قرآن کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: مَا قَرَأَتِ النَّاقَةُ سَلًى قَطُّ[57]

یعنی کبھی اس کے پیٹ میں جھلی جمع نہیں ہوئی اور عمرو بن کلثوم نے کہا ہے:

ذِرَاعَيْ عَيْطَلٍ أَدْمَاءِ بِكْرٍ ... هِجَانِ اللَّوْنِ لَمْ تَقْرَأْ جَنِينَا[58]

تو گویا رحم حیض کے وقت خون کو جمع کرتا ہے اور جسم طہر کے وقت اسے جمع کرتا ہے۔امام صاحب بیان کرتے ہیں کہ القراء کا معنی الخروج ہے یعنی طہر سے حیض کی طرف اور حیض سے طہر کی طرف نکلنا ہے۔اسی بنا پر امام شافعی نے ایک قول میں کہ ہے:

"الْقُرْءُ الِانْتِقَالُ مِنَ الطُّهْرِ إِلَى الْحَيْضِ۔"[59]

"یعنی طہر سے حیض کی طرف انتقال۔"

وہ حیض سے طہر کی طرف انتقال نہیں کہتے۔اور اللہ تعالی کے اس ارشاد:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾[60]

کا مطلب ہو گا تین ادوار یا تین انتقالات اور مطلقہ عورت صرف دو حالتوں سے متصف ہوتی ہے۔کبھی وہ طہر سے حیض کی طرف اور کبھی حیض سے طہر کی طرف اس کلام کا معنی صحیح ہو جائے گا اور اس کی دلالت طہر اور حیض دونوں پر ہو گی۔یہ اسم مشترک ہے۔[61]

المسیح:

﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾[62]

"جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تجھے اپنے ایک کلمے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے جو دنیا اور آخرت میں ذی عزت ہے اور وہ میرے مقربین میں سے ہے۔"

المسیح حضرت عیسیؑ کا لقب ہے اور اس کا معنی ہے صدیق- قَالَهُ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ. وَهُوَ فِيمَا يُقَالُ مُعَرَّبٌ وَأَصْلُهُ الشِّينُ، وَهُوَ مُشْتَرَكٌ[63]

ابن فارس نے کہا ہے: مسیح کا معنی پسینہ ہے اور المسیح کا معنی الصدیق ہے اور مسیح کا معنی ایسا درہم ہے جس پر نقش مٹا ہوا ہو۔المسح کا معنی جماع ہے کہا جاتا ہے: مَسَحَهَاوَالْأَمْسَحُ یعنی نرم و ملائم جگہ۔المسحا سے مراد وہ عورت جس کے کولہو اور ران کمزور ہوں۔المسائح انتہائی مضبوط عمدہ اونٹ،اس کی واحد مسیحة ہے

جیسا کہ کسی شاعر نے کہا:

لَهَا مَسَائِحُ زُورٌ فِي مَرَاكِضِهَا ... لِينٌ وَلَيْسَ بِهَا وَهْنٌ وَلَا رَقَقُ[64]

اس شعر میں لفظ مسائح اسی معنی میں ذکر کیا گیا ہے۔

ماوردی فرماتے ہیں:

وفي تسميته بالمسيح قولان: احدهما: لأنه مُسِحَ بالبركة , وهذا قول الحسن وسعيد. والثاني: أنه مُسِحَ بالتطهر من الذنوب۔[65]

مسیح ابن مریم کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کون سے مادہ سے لیا گیا ہے؟ پس کہا گیا ہے: لِأَنَّهُ مَسَحَ الْأَرْضَ[66]

کیونکہ آپ نے زمین میں خوب سیاحت کی اور اپنی حفاظت کے لیے گھر نہیں بنایا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

كَانَ لَا يَمْسَحُ ذَا عَاهَةٍ إِلَّا بَرِئَ، فَكَأَنَّهُ سُمِّيَ مَسِيحًا لِذَلِكَ[67]

"کہ آپ جب کسی کوڑھ زادہ کو پھونک مارتے تو وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔اسی لیے آپ کا نام مسیح پڑ گیا۔"

اس بناپر فعیل بمعنی فاعل ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے:

"لِأَنَّهُ مَمْسُوحٌ بِدُهْنِ الْبَرَكَةِ"[68]

"آپ کو برکت والا تیل لگایا گیا۔"

وہ تیل جو انبیاءؑ کو لگایا جاتا ہے،وہ انتہائی خوشبو دار ہوتا ہے۔پس جب وہ لگایا جاتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ:

"لِأَنَّهُ كَانَ مَمْسُوحَ الْأَخْمَصَيْنِ۔"[69]

"ان کے دونوں پاؤں کے تلووں کو مس کیا گیا۔"

یہ بھی کہا گیا:

"لِأَنَّ الْجَمَالَ مَسَحَهُ۔"[70]

"کیونکہ حسن وجمال نے ان کا احاطہ کیا ہوا تھا"

ایک قول یہ کیا گیا:

"إِنَّمَا سُمِّيَ بِذَلِكَ لِأَنَّهُ مُسِحَ بِالطُّهْرِ۔"[71]

"ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ انہوں نے گناہوں سے پاک کر دیا تھا۔"

ابو الہیثم نے کہا: "الْمَسِيحُ ضِدُّ الْمَسِيخِ۔"(مسیح مسیخ کی ضد ہے۔)کہاجاتا ہے مسحه الله(اللہ نے اسے انتہائی حسین اور مبارک پیدا فرمایا)اور مسخہ کا مطلب اللہ نے اسے انتہائی ملعون اور قبیح پیدا کیا۔ابن اعرابی نے کہا:"الْمَسِيحُ الصِّدِّيقُ"(مسیح کا معنی صدیق ہے)"وَالْمَسِيخُ الْأَعْوَرُ، وَبِهِ سُمِّيَ الدَّجَّالُ"(مسیح کا معنی

کانا، اور دجال کو یہی نام دیا گیا) شاعر کا اسی معنی میں قول ہے: "إن المسيح يقتل المسيخا" (بیشک مسیحؑ دجال کو قتل کر دیں گے) [72]

رقیب:

﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾[73]

"بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔"

ماوردی نے رقیب کے دو معنی بیان کیے ہیں:

أحدهما: حفيظاً , وهو قول مجاهد. والثاني: عليماً , وهو قول ابن زيد[74]

بعض کے نزدیک رقیب کے معنی حفاظت کرنے والا، انتظار کرنے والا ہے۔ المرقب بلند و بالا جگہ کو کہتے ہیں جس پر رقیب کھڑا ہوتا ہے۔ الرقیب سات تیروں میں سے تیسرے تیر کو کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رقیب سانپوں میں سے ایک سانپ ہے۔ پس یہ لفظ مشترک ہے۔[75]

موالی:

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾[76]

"اور جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تو (حقداروں میں تو تقسیم کر دو کہ) ہم نے ہر ایک کے حقدار مقرر کر دیئے ہیں۔"

"أَنَّ الْمَوْلَى لَفْظٌ مُشْتَرَكٌ۔"[77]

موالی کا لفظ مشترک ہے اور یہ کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے: آزاد کرنے والا، آزاد کیا گیا، آزاد کرنے والے کو مولیٰ اعلیٰ اور آزاد کیے گئے کو مولی اسفل کہتے ہیں۔[78]

مدد گار کو بھی مولی کہتے ہیں:

﴿ وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ﴾[79]

چچا کے بیٹے کو مولی کہا جاتا ہے۔

پڑوسی کو بھی مولی کہا جاتا ہے۔[80]

مسح:

﴿فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾[81]

"سو تم (اس پر دونوں ہاتھ مار کر) مسح کر لو، اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کا، بیشک اللہ بڑا ہی معاف کرنے والا، نہایت ہی بخشنے والا ہے۔"

الْمَسْحُ لَفْظٌ مُشْتَرَكٌ يَكُونُ بِمَعْنَى الْجِمَاعِ[82]

مسح لفظ مشترک ہیں اس کا معنی اجماع ہے۔ کہا جاتا ہے: مَسَحَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ[83] (مرد نے عورت سے جماع کیا)

والمسح: مسح الشيء بالسيف (مسح مطلب چیز کو تلوار سے کاٹا)

وَمَسَحَتِ الْإِبِلُ يَوْمَهَا (اونٹ پورا دن چلا)

والمسحاء المرأة الرسحاء التي لا إست لها (المسحا ایسی عورت جس کے سیرین نہ ہوں)

یہاں مسح سے مراد ممسوح چیز پر ہاتھ کو کھینچنا، اگر وہ آلہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد آلہ کو ہاتھ کی طرف نقل کرنا ہے۔[84]

حجر:

﴿وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا ﴾[85]

"اور وہ اپنے خیال پر یہ بھی کہتے ہیں یہ کچھ مویشی ہیں اور کھیت میں جن کا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے ان کے جن کو ہم چاہیں اور مویشی ہیں جن پر سواری یا بار برداری حرام کر دی گئی۔"

امام طبری نے الحجر کی تین لغات بیان کی ہیں: "حجر" بكسر الحاء، والجيم قبل الراء "وحُجر" بضم الحاء، والجيم قبل الراءو "حِرْج"، بكسر الحاء، والراء قبل الجيم.[86]

و "الحِجْر" في كلام العرب، الحرام. ملتمس کا قول ہے:

حَنَّتْ إِلَى النَّخْلَةِ القُصْوَى فَقُلْتُ لَهَا: ... حِجْرٌ حَرَامٌ، أَلا ثَمَّ الدَّهَارِيسُ[87]

وَالْحِجْرُ: لَفْظٌ مُشْتَرَكٌ. وَهُوَ هُنَا بِمَعْنَى الْحَرَامِ، وَأَصْلُهُ الْمَنْعُ[88]

الحجر لفظ مشترک ہے، یہاں اس کا معنی حرام ہے اصل میں اس کا معنی روکنا ہے اور عقل کو حجر کا نام دیا گیا ہے کیونکہ وہ برائیوں سے روکتی ہے حجر مونث گھوڑے کو بھی کہا گیا ہے اور حجر کا معنی قرابت بھی ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

يُرِيدُونَ أَنْ يُقْصُوهُ عَنِّي وَإِنَّهُ ... لَذُو حَسَبٍ دَانٍ إِلَيَّ وَذُو حِجْرٍ[89]

فرش:

﴿وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾[90]

"اور بوجھ اٹھانے والے مویشی پیدا کیے اور زمین سے لگے ہوئے اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔"

فرش سے مراد وہ جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور دودھ پیا جاتا ہے، جیسا کہ بکریاں اونٹوں کے بچے اور گائیوں کے بچھڑے وغیرہ۔ ان کے اجسام کی لطافت اور ان کے فرش کے قریب ہونے کی وجہ سے ان کا نام فرش رکھا گیا۔ اور فرش سے مراد ایسی ہموار جگہ جس پر لوگ آسانی سے چل سکتے ہیں۔ راجز نے کہا:

أورثني حمولة وفرشا ... أمشّها في كل يوم مشّا[91]

الفرش سے مراد گھر کا وہ سازوسامان جو بکھیر دیا گیا ہو اور فرش سے مراد وہ کھیتی بھی ہے جب وہ پھیل جائے اور فرش کا معنی وسیع فضا بھی ہے۔ فَهُوَ لَفظٌ مُشْتَرَكٌ[92]

نحاس نے کہا: الفرش:ما خلقه الله عزّ وجلّ من الجلود والصوف مما يجلس عليه ويتمهّد[93]
(فرش وہ ہے جسے اللہ تعالی نے ایسی جلد اور اون کے ساتھ پیدا کیا ہو جس پر بیٹھا جا سکتا ہو اور اسے بچھایا جا سکتا ہو)

العرش:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ﴾[94]

"کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار خدا ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر ٹھہرا۔"

(عَلَى الْعَرْشِ) لَفظٌ مُشْتَرَكٌ يُطْلَقُ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ[95]

على العرش یہ لفظ مشترک ہے، ایک سے زیادہ معنی پر اطلاق ہوتا ہے۔

ابی معالی کے نزدیک العرش کا معنی: الملك، والسلطان[96]

وكل سقف عند العرب هو عرش[97]

اھل عرب کے نزدیک ہر چیز کی چھت عرش کہلاتی ہے۔ اسی میں اللہ باری تعالی کا ارشاد ہے:

﴿خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا﴾[98]

علامہ جوہری وغیرہ نے کہا کہ: الْعَرْشُ سَرِيرُ الْمُلْكِ[99] (بادشاہ کا تخت)

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا﴾[100] (شکل بدل دو اس کے لیے اس کے تخت کی)

﴿وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ﴾[101] (اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا)

وَعَرْشُ الْقَدَمِ: مَا نَتَأَ فِي ظَهْرِهَا وَفِيهِ الْأَصَابِعُ.[102] (قدم کی پشت کا بلند حصہ اور اس میں انگلیاں بھی ہیں)

عرش السماک (چار چھوٹے ستارے جو عواء (چاند کی منازل میں سے ایک منزل) کے نیچے ہیں)، عرش اس لکڑی کو بھی کہتے ہیں جو بلند عمارت بنانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ عرش مکہ مکرمہ کا نام بھی ہے۔ عرش کا معنی ملک اور سلطنت بھی ہے۔ زہیر نے کہا:

تَدَارَكْتُمَا عَبْسًا وَقَدْ ثُلَّ عَرْشُهَا ... وَذُبْيَانُ إِذْ ذَلَّتْ بِأَقْدَامِهَا النَّعْلُ[103]

الأمة:

﴿وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَى أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾[104]

"اور اگر ہم ان سے عذاب کو گنی چنی مدت تک کے لئے پیچھے ڈال دیں تو یہ ضرور پکار اٹھیں گے کہ عذاب کو کون سی چیز روکے ہوئے ہے، سنو! جس دن وہ ان کے پاس آئے گا پھر ان سے ٹلنے والا نہیں پھر تو جس چیز کی ہنسی اڑا رہے تھے وہ انہیں گھیر لے گی۔"

ابن عباسؓ ومجاھد وقتادۃ وجمہور مفسرین کے نزدیک امۃ کا مفہوم یہ ہے:

وتكون الأمة عبارة عن المدة،واصلها الجماعة[105]

امام قرطبی فرماتے ہیں:

"وَالْأُمَّةُ اسْمٌ مُشْتَرَكٌ يُقَالُ عَلَى ثَمَانِيَةِ أَوْجُهٍ۔"[106]

"امت کا لفظ مشترک ہے اور اس کی آٹھ صورتیں بنتی ہیں۔"

1۔امت جماعت کے معنی میں ہے:﴿وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِنَ النَّاسِ﴾[107]

2۔امت سے مراد بھلائی کا وہ جامع آدمی ہے جس کی اقتدا کی جاتی ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتاً لِلَّهِ حَنِيفاً﴾[108]

3۔امت سے مراد دین اور ملت ہے۔جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ﴾[109]

4۔امت سے مراد حین اور زمان ہے: ﴿وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ﴾[110]

5۔امت سے مراد قد و قامت ہے۔اس سے مراد انسان کی لمبائی اور اس کی بلندی ہے۔اسی سے کہا جاتا ہے:"فلان حسن الامة" (فلاں اچھی قامت والا ہے)۔

6۔امت سے مراد ماں ہے۔کہا جاتا ہے هَذِهِ أُمَّةُ زَيْدٍ(یعنی زید کی ماں)

7۔امت سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنے دین میں منفرد ہو اس میں کوئی بھی اس کا شریک نہ ہو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(يُبْعَثُ زَيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أُمَّةً وَحْدَهُ۔)

8۔امت انبیاء کے پیروکاروں کو بھی کہتے ہیں۔

خلاصہ بحث:حاصل یہ ہے کہ چونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اس لیے اس میں مترادفات، مشترک الفاظ اور اضداد کا وجود پایا جاتا ہے جس کی بنا پر ائمہ مفسرین، فقہا اور متکلمین میں قرآن کریم کے الفاظ کی تفسیر و تاویل اور تشریح و توضیح بیان کرنے میں تنوع اور اختلاف پایا جاتا ہے۔یعنی جب کوئی لفظ مختلف وجوہ اور معنی رکھتا ہے تو مفسرین کے لیے پنے اپنے ذوق اور رجحان کے مطابق اس لفظ کے معنی بیان کرنے کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے۔اس قسم کے معنی قرآن مجید میں وسعت کا باعث بنتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

[1] ۔اليَازِجِيّ، إبراھیم بن ناصف بن عبد اللہ،نجعة الرائد وشرعة الوارد في المترادف والمتوارد،مطبعة المعارف، مصر،1905ء،ج1،ص1

Alyāzjī,Ibrāhēm bin Abdullah,Njāt ul rāid wa Shir'at ul wārid fi Almutrādaf wa Almutwārad,Al'Matba Al'ma'āraf,Miser,1905,V.1,pg.1

[2] ۔ سیوطی،جلال الدین،علامہ،الاتقان فی علوم القرآن،المحقق: محمد ابو الفضل إبراہیم، الھیئۃ المصریۃ العامۃ الکتاب1974ء ج2،ص147-148

Sayūti,Jalāl-o-dēn,Allāma,Al-Itteqān fī Alūm-ul-Qurān,almuhaqqaq:Muhammad Abū Al-Fazal Ibrāhēm,Al-hayyāh Al-misryah Al'āmat-ul-kitāb,1974,V.2,pg.147-148

[3] ۔سورۃ الفاتحہ 1:4

Sūrāh Al-fātiha1:4

[4] ۔القرطبی، محمد بن احمد بن إبی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی شمس الدین،ابو عبد اللہ، الجامع لأحكام القرآن، تحقیق: احمد البردونی وإبراہیم إطفیش، دار الکتب المصریۃ-القاہرۃ،1964م،ج1،ص144

Al-Qartabi,Muhammad bin Ahmad bin Abi Bakar bin Farah,Abu Abdullah,Aljamio Le-Ahkām-ul-Qurān,Tahqiq:Ahmad Al'bardūni wa Ibrāhēm Atfēsh,Dār-ul-kutab,Almisrya,Alqāhira,1964,V.1,pg.144

[5] ۔سورۃ النور 24:25ء

Sūrāh Al-Nūr 24:25

[6] ۔سورۃ غافر، 17:40

Sūrāh Gāfer 40:17

[7] ۔سورۃ الجاثیہ، 45:28

Sūrāh Al-jāsiya 45:28

[8] ۔سورۃ الصافات، 37:52

Sūrāh Al-Suāfāt 37:52

[9] ۔ تفسیر قرطبیؒ، ج1، ص144

Tafsēr Qartbi,V.1,pg.144

[10] ۔ایضاً

Ibid

[11] ۔ایضاً

Ibid

[12] ۔ایضاً

Ibid

[13] ۔ الماوردی، علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری البغدادی،ابو الحسن، النکت والعیون، المحقق: السید ابن عبد المقصود بن عبد الرحیم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ج1، ص57

Al-Māwardi,Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Habib Al'basri Al-Baqdādi,Abu Al-Hassan, Al-Nukatu wa Al'Oyoūn,Al'muhaqiq:Sayad bin Abd-ul-Maqsūd bin Abd-ul-Rāhēm,Dar-ul-kutab Al'ilmiyah,Bērūt,Labnān,V.1,pg.57

[14] ۔ تفسیر قرطبیؒ، ج1، ص144

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.144

[15] ۔ایضاً

Ibid

[16] ۔ایضاً

Ibid

[17] ۔ایضاً

Ibid

[18] ۔تفسیر قرطبیؒ، ج1، ص145

Tafsēr Qartabi,V.1,pg145

[19] ۔ایضاً

Ibid

[20] ۔سورۃ البقرۃ 3:2

Sūrāh Al-Baqarah 2:3

[21] ۔ تفسیر قرطبیؒ، ج1، ص169

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.169

22 ۔ مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، المحقق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار إحیاء التراث العربی - بیروت باب: الأمرِ بإجابةِ الدّاعِي إلى دَعوَةٍ، ح1431، ج2، ص1054

Muslim bin Hajāj,Abu Al-Hassan Al-Qashērī,Sahīh Muslim,Almuhaqaq:Fawād Abd-ul-Baqi,Dār Ahyā au-ttrās Alarbi,Bērūt,Bāb:Al-Amro bejābāt addāī īlā .i.dāwāh,Hadēs:1431,V.2,pg.1054

23 ۔ تفسیر قرطبی، ج1، ص168

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.168

24 ۔ سورۃ التوبۃ9:103

Sūrāh Tūbah 9:103

25 ۔ تفسیر قرطبی، ج1، ص168

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.168

26 ۔ ایضاً

Ibid

27 ۔ ایضاً

Ibid

28 ۔ ایضاً

Ibid

29 ۔ سورۃ الغاشیۃ88:4

Sūraāh Al-Gāshīyāh88:4

30 ۔ تفسیر قرطبی، ج1، ص169

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.169

31 ۔ ایضاً

Ibid

32 ۔ سورۃ الانفال8:35

Sūrāh Al-Infāl 8:35

33 ۔ سورۃ طٰہٰ20:132

Sūrāh Tāhā 20:132

34۔ سورۃ السراء17:110

Sūrāh Al-Isrā 17:110

35 ۔ تفسیر قرطبی، ج1، ص169

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.169

36 ۔ تفسیر قرطبی، ج1، ص169۔170

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.169-70

37 ۔ سورۃ البقرۃ2:40

Sūrāh Al-Baqarā 2:40

38 ۔ تفسیر قرطبی، ج1، ص331

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.331

[39] ۔النکت والعیون، ج1، ص111

Al-Nukatu wa Al-Oyoūn,V.1,pg.111

[40] ۔سورۃ زخرف44:43

Sūrāh Zukhruf 43:44

[41] ۔ النکت والعیون، ج1، ص111

Al-Nukatu wa Al-Oyoūn,V.1,pg.111

[42] ۔ تفسیر قرطبیؒ، ج1، ص331

Tafsēr Qartabi,V.1,pg.331

[43] ۔سورۃ البقرۃ117:2

Sūrāh Al-Baqarā 2:117

[44] ۔النکت والعیون، ج1، ص178

Al-Nukatu wa Al-Oyoūn,V.1,pg.178

[45] ۔ایضاً

Ibid

[46] ۔ تفسیر قرطبیؒ، ج2، ص88

Tafsēr Qartabi,V.2,pg.88

[47] ۔سورۃ فصلت12:41

Sūrāh Fussilāt 41:12

[48] ۔سورۃ الاسراء4:17

Sūrāh Al-Isrā 17:4

[49] ۔سورۃ الاسراء23:17

Sūrāh Al-Isrā 17:23

[50] ۔سورۃ القصص29:28

Sūrāh Al-Qasas 28:29

[51] ۔سورۃ البقرۃ117:2

Sūrāh Al-Baqarā 2:117

[52] ۔ تفسیر قرطبیؒ، ج2، ص88

Tafsēr Qartabi,V.2,pg.88

[53] ۔سورۃ البقرۃ228:2

Sūrāh Al-Baqarā 2:228

[54] ۔ تفسیر قرطبیؒ، ج2، ص112

Tafsēr Qartabi,V.2,pg.112

[55] ۔النکت والعیون، ج1، ص291

Al'nukatu wa al'Oyoūn,V.1,pg.291

[56] ۔النکت والعیون، ج1، ص291

Al'nukatu wa al'Oyoūn,V.1,pg.291

57۔ تفسیر قرطبیؒ، ج3، ص114

Tafsēr Qartabi,V.3,pg.

58۔ ایضاً

Ibid

59۔ ایضاً

Ibid

60۔ سورۃ البقرۃ 2:228

Sūrāh Al-Baqarā 2:228

61۔ تفسیر قرطبیؒ، ج3، ص114

Tafsēr Qartabi,V.3,pg.114

62 سورۃ آل عمران 3:45

Sūrāh Al-Imrān 3:45

63۔ تفسیر قرطبیؒ، ج4، ص88

Tafsēr Qartabi,V.4,pg.88

64۔ تفسیر قرطبیؒ، ج4، ص89

Tafsēr Qartabi,V.4,pg.89

65۔ النکت والعیون، ج1، ص394

Al'nukatu wa Al'Oyoūn,V.1,pg.394

66۔ تفسیر قرطبیؒ، ج4، ص89

Tafsēr Qartabi,V.4,pg.89

67۔ ایضاً

Ibid

68۔ ایضاً

Ibid

69۔ ایضاً

Ibid

70۔ تفسیر قرطبیؒ، ج4، ص89

Tafsēr Qartabi,V.4,pg.89

71۔ ایضاً

Ibid

72۔ ایضاً

Ibid

73۔ سورۃ النساء 4:1

Sūrāh Al-Nisā 4:1

74۔ النکت والعیون، ج1، ص447

Al'nukatu wa al'Oyoūn,V.1,pg.447

[75] ۔ تفسیر قرطبّی، ج5، ص8

Tafsēr Qartabi,V.5,pg.8

[76] ۔ سورۃ النساء 4:33

Sūrāh Al-Nisā 4:33

[77] ۔ تفسیر قرطبّی، ج5، ص166

Tafseer Qartabi,V.5,pg.166

[78] ۔ ایضاً

Ibid

[79] ۔ سورۃ محمد 47:11

Sūrāh Muhammad 47:11

[80] ۔ تفسیر قرطبّی، ج5، ص167

Tafsēr Qartabi,V.5,pg.167

[81] ۔ سورۃ النساء 4:43

Sūrāh Al-Nisā 4:43

[82] ۔ تفسیر قرطبّی، ج5ص238

Tafsēr Qartabi,V.5,pg.238

[83] ۔ ایضاً

Ibid

[84] ۔ تفسیر قرطبّی، ج5، ص239

Tafsēr Qartabi,V.5,pg.239

[85] ۔ سورۃ الانعام 6:138

Sūrāh Al-Anām6:138

[86] ۔ الطبری، ابو جعفر، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، جامع البیان فی تأویل القرآن، المحقق: احمد محمد شاکر، مؤسسۃ الرسالۃ، 2000ء، ج12، ص142

Al-Tabri,Abu Jāfer,Muammad bin Jarir bin Yazēd bin Kasēr,Jame-ul-Biān fi Tāwēl-Ul-Qurān,Muhaqaq:Ahmad Muhammad Shākir,moasasāto rsālāh,2000,V.12,pg.142

[87] تفسیر طبری، ج12، ص140

Tafsēr Tabri,V.12,pg.140

[88] تفسیر قرطبی، ج7، ص94

Tafsēr Qartabi,V.7,pg.94

[89] ۔ ایضاً

Ibid

[90] ۔ سورۃ الانعام 6:142

Sūrāh Al-Anām6:142

[91] ۔ النکت والعیون، ج2، ص179

Al'nukatu wa Al'Oyoūn,V.2,pg.179

92 ۔ تفسیر قرطبی، ج7، ص112

Tafsēr Qartabi,V.7,pg.112

93 ۔النّحّاس، احمد بن محمد بن إسماعیل بن یونس المرادی النحوی، ابو جعفر، اعراب القرآن، وضع حواشیہ وعلق علیہ: عبد المنعم خلیل إبراہیم، منشورات محمد علی بیضون، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1421ھ، ج2، ص35

Al.Nahās,Ahmad bīn Mūhammad bīn Ismāēl bīn Yoūnas Al-mrādī Al-Nahv,Abū Jāfer,I'rab Ul-Qurān,Waz'ā Hwāshiā Wa ā'lqā ā'lēhī,Abūlmūnam Khalēl Ibrāhēm,Manshūrāt Mūhammad Alī BīZūn,Dār Ul-Kūtab Al-Ilmiyā,Bērūt,1421,V.2,pg.35

94 ۔ سورۃ الاعراف 7:54

Sūrāh Al.Airāf 7:54

95 ۔ تفسیر قرطبی، ج7، ص220

Tafsēr Qartabī,V.7,pg.220

96 ۔الثعالبی، عبدالرحمٰن بن محمد، ابو زید، الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن، المحقق: الشیخ محمد علی معوض والشیخ عادل إحمد عبد الموجود، دار إحیاء التراث العربی–بیروت، 1418ھ، ج3، ص37

Al-Sālbī,Abdurahmān bin Muhammad,Abu Zaid,Al-Jwāher-ul-Ihsān fī Tafsēr ul-Qurān,Almohaqaq:Shaikh Muhammad Alī Ma'uwaz,Shaikh Adil Ahmad Abd-ul-Mojūd,Dār Ahyā-au-Trās Alarbī,Bērūt,1418,V.3,pg.37

97 ۔النکت والعیون، ج2، ص230

Al'nukatu wa Al'Oyoūn,V.2,pg.230

98 ۔ سورۃ الکہف 18:42

Sūrāh Al-Kehf 18:42

99 ۔ تفسیر قرطبی، ج7، ص220

Tafsēr Qartbi,V.7,pg.220

100 ۔ سورۃ النمل 27:41

Sūrāh Al-Naml 27:41

101 ۔ سورۃ یوسف 12:100

Sūrāh Yoūsaf 12:100

102 تفسیر قرطبی، ج7، ص220

Tafsēr Qartbi,V.7,pg.220

103 ۔ایضاً

Ibid

104 ۔ سورۃ ھود 11:8

Sūrāh Hūd 11:8

105 ۔النکت والعیون، ج2، ص460، تفسیر قرطبی، ج9، ص9

Al'nukatu wa Al'Oyoūn,V.2,pg.460, Tafsēr Qartbi,V.9,pg.9

106 ۔ تفسیر قرطبی، ج9، ص10

Tafsēr Qartbi,V.9,pg.10

[107] ۔سورۃ القصص23:28

Sūrāh Al-Qasas 28:23

[108] ۔سورۃ النحل120:16

Sūrāh Al- Nahal 16:120

[109] ۔سورۃ زخرف22:43

Sūrāh Al- Zukhruf 43:22

[110] سورۃ یوسف45:12

Sūrāh Youūsaf 12:45